نوٹس شرح وقایہ

(معلم شرح وقایہ)

استاد العلماء حضرت علامہ مولانا سید احمد رضا مدنی مدظلہ العالی

(تحریر)

"ابو خضر محمد محب بن نیاز"

"محمد انس بن عبدالحمید"

"ابو معاویہ محمد مدثر بن عمران "

"محمد معیز بن شوکت"

جامعۃ المدینہ فیضان سنت لطیف آباد نمبر 8 حیدرآباد

تحریر کردہ نوٹس میں غلطی ممکن ہے جہاں غلطی پائیں برائے کرم اصلاح فرمائیں

(1) جہاد کا بیان

مسئلہ۔ جہاد فرض کفایہ جب ہوگا جب مسلمان کفار سے جنگ کی ابتدا کریں تو اگر کچھ مسلمانوں نے جنگ شروع کردی تو باقی مسلمانوں سے جہاد ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ جب دشمن حملہ کردیں تو اب دیگر لوگوں کی طرح عورتوں اور غلاموں پر بھی بغیر کسی سے اجازت لیے جہاد فرض عین ہوجائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ جب کفار سرحدوں میں سے کسی سرحد پر حملہ کردیں تو اب جو اس سرحد سے قریب ہیں اور وہ جہاد کرنے پر قادر بھی ہوں ان پر جہاد فرض عین ہوگا اور بہرحال جو ان کے علاوہ علاقے والے ہیں تو جب ان تک بھی اس کی خبر پہنچی کہ ہمارے بھائیوں پر حملہ ہوا ہے تو ان پر بھی جہاد فرض ہوگا اب اگر وہ قریب علاقے والے جنگ کرنے سے خوف کریں یا جنگ کرنے میں سستی کریں تو اب اس صورت میں جہاد تمام اہل اسلام مشرق و مغرب پر فرض عین ہوگا اس مسئلہ کو جنازے کی نماز پر قیاس کیا گیا ہے کہ ابتداء تو جنازے کی نماز پڑوسیوں پر فرض ہوگی اگر وہ نہ پڑھیں تو دور دراز کے رشتہ داروں پر فرض ہوگی چنانچہ اگر ابتداء ہی پڑوسیوں نے نماز پڑھ لی تو سب سے اس کا حکم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ فوجی کو اجرتا جو مال بطور وظیفہ دیا جاتا ہے اس مال جعل کہا جاتا ہے اور مال فیء سے مراد غنیمت کا مال ہے

مسئلہ۔ ایسا فوجی جس کو جعل کا وظیفہ ملتا ہو اس کے لئے مال فی لینا مکروہ ہے کیونکہ اگر وہ مال فی بھی حاصل کرے گا تو اس کی نیت جہاد پختہ نہیں۔

(2) جہاد کی کیفیت کا بیان

مسئلہ۔ مسلمان جب کافروں کا محاصرہ کر لیں تو پھر انہیں اسلام کی دعوت دی جائے اگر وہ اسلام نہ لائیں یعنی انکار کردیں تو ان پر ٹیکس کی تجویز پیش کی جائے گی اگر قبول کر لیں تو ان کے لیے وہ ہے جو ہمارے لئے ہے یعنی جب وہ کافر ٹیکس دینے پر راضی ہوجائیں تو جس طرح ہم پر عبادت واجب ہے اسی طرح ان پر بھی عبادت واجب ہوجائے گی یہ مراد نہیں لیا جائے گا بلکہ مراد یہ لیا جائے گا کہ جب وہ ٹیکس دیں گے تو اپنا مال اپنا خون ہم سے محفوظ کر لیں گے یعنی جس طرح ایک مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کا خون بہانا یا ناحق مال کھانا جائز نہیں اسی طرح ان کا بھی خون اور مال ہماری جانب سے محفوظ ہو جائے گا اور اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ قول ہے **(انما بذلوا الجزیۃ لیکون دماؤھم کدمائنا واموالھم کاموالنا)**

مسئلہ۔ایسا شخص جس تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور مستحب یہ ہے کہ اسے اسلام کی دعوت دی جائے اگر وہ اسلام نہ لائے اور جزیہ بھی نہ دے تو اب اس سے جنگ کی جائے گی توپ کے ذریعے یا آگ کے ذریعے یا اس کو غرق کردیا جائے گا یا تیر مارکر اسے قتل کردیا جائے گا۔

مسئلہ۔ کافروں سے جنگ لڑ رہے ہو اور ان کافروں کے ساتھ مسلمان بھی ہو اور کافر ہمیں کمزور کرنے کے لئے مسلمانوں کو ڈھال بنائیں تو اب یہاں مسلمانوں سے جنگ کی نیت نہیں بلکہ ان کافروں سے ہی لڑائی کی نیت کی جائے گی۔

مسئلہ۔ کافروں سے جنگ میں غدر، مثلہ،اور غلول جائز نہیں۔

غدر سے مراد وعدے کو توڑنا ہے اب یہاں بیان ہوا کہ جنگ میں غدر جائز نہیں اور پیارے

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے (الحرب خدعۃ) فرمایا اب یہاں یہ سوال پیدا ہوا کہ خداع اور غدر میں کیا فرق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے جب تک جنگ قائم ہو تو دھوکہ دینا حرام نہیں ہے وہ اس طرح کہ ہم انہیں یہ دیکھائیں کہ آج کے دن ہم ان سےجنگ نہیں لڑیں گے حتی کہ وہ مطمئن ہو جائیں پھر ہم ان سے جنگ لڑیں یا ہم چلے جائیں دوسری سمت سے حتی کہ وہ غافل ہو جائیں یا پھر ہم آئیں ان کے پاس رات کے وقت ائیں اور ان سے جنگ لڑیں بخلاف اس کے کہ ہمارے اور کافروں کے درمیان معاہدہ طے ہوجائے اس بات پر کے آج کے دن ہم جنگ نہیں لڑیں گے حتی کہ وہ مطمئن ہوجائے چنانچہ اب جنگ جائز نہیں ہوگی کیونکہ اب اس میں امن طلب کرنا اور معاہدہ پایا جارہا ہے تو اب اگر جنگ لڑیں گےتو معاہدے کو توڑنا پایا جائے گا چنانچہ اب یہ خداع نہیں ہوگا بلکہ غدر ہوگا اور غدر جنگ میں جائز نہیں جو اوپر بیان ہوا۔

مثلہ مثل بہ یمثل مثلا سے مثلہ کا معنی ہے کسی کو عبرتناک سزا دینا جیسے کسی کا ہاتھ کاٹنا، چہرہ بگاڑنا جیسے مثل بالقتیل محاورہ کہا جاتا ہے جب کسی کی ناک کاٹ دی جائے چنانچہ ذکر کردہ حکم پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ (لا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا) کی وجہ سے منسوخ ہوا ہے

مسئلہ۔ غیر مکلّف، شیخ فانی، اندھے، مقعد اور عورتوں کو قتل نہیں کیا جائے گا علاوہ اس عورت کے جو سردارنی ہو یا ان ذکرکردہ لوگوں میں سے جو ان کافروں کی مال کے ذریعے جنگ میں رہنمائی کرے تو ان کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ۔ اگر جنگ میں کافر باپ اور مسلمان بیٹا آمنے سامنے لڑے تو بہتر یہ ہے کہ بیٹے کے علاوہ کوئی اور اس کے باپ کو قتل کردے لیکن اگر باپ بیٹے پر حاوی ہو جائے اور دوسرا کوئی ایسا

شخص نہ ہو جو اس کو قتل کر دے تو اب اس صورت میں اگر بیٹے نے اپنے باپ کو قتل کر دیا اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ۔ جب کسی لشکر میں امن کی فضاء قائم ہو اور دشمنوں کا خوف بھی نہ ہو تو قرآن مجید اور عورتوں کو نکال سکتے ہیں۔

---

(3)باب موادعہ ومن یجوأمنہ

مسئلہ۔ کافروں سے صلاح کرنے میں مسلمانوں کی بہتری ہوتو ان سے صلح کرنا جائز ہے اور ان سے ٹیکس کے طور پر مال بھی لیا جاسکتا ہے اگر ہمیں اس مال کی حاجت ہوتو۔

مسئلہ۔مصلحت کے تحت کافروں کو آگاہ کرکے ان سے معاہدہ توڑنا بھی جائز ہے چنانچہ اگر کافروں نے معاہدہ توڑنے کے قبل خیانت کر دی تو ان سے جنگ لڑی جائے گی۔

مسئلہ۔ مرتد سے بغیر مال کے صلح کرنا جائز ہے اور اسے قتل کرنے میں جلدی نہیں کی جائے گی کیونکہ اس کے اسلام لانے کی امید ہے چنانچہ ہم اس سے مال بھی نہیں لیں گے کیونکہ اس سے مال لیا تو اب یہ جزیہ کے طور پر ہوگا جوکہ مرتد کے لئے جائز نہیں اگر مرتد کچھ مال لے بھی لیا گیا تو اسے نہیں لوٹایا جائے گا کیونکہ اس کا مال غیر معصوم ہے۔

مسئلہ۔ جنگ جیتنے کے بعد کفار کو ان کا اسلاح،گھوڑے،اور لوہا نہیں بیچا جائے گا اگرچہ صلح ہوجائے۔

مسئلہ۔آزاد مرد و عورت کا کسی کافر کو اپنے ملک میں امان دینا درست ہے لیکن اگر قاضی کو ان کافر پر شک ہو تو وہ اس امان کو ختم کرسکتا ہے اور تادیبی کاروائی بھی کروا سکتا ہے۔

مسئلہ۔ ذمی کا کسی غیر ملکی کو امان دینا باطل ہے اسی طرح کسی قیدی کو یا کافروں کے ساتھ کوئی تاجروں ہو یا ایک شخص جو اسلام تو دارالحرب میں لایا ہو لیکن اس نے ہمارے جانب ہجرت نہ کی اسی طرح بچے اور غلام بھی علاوہ ان کو اجازت دی گئی ہو۔

---

(4)مال غنیمت اوراس کی تقسیم کا بیان

مسئلہ۔ وہ مال جس کو جنگ کرکے حاصل کیا گیا ہو تو امام اس مال غنیمت کو لشکر کے درمیان تقسیم کرے گا یا اگر امام چاہے تو جن سے جنگ ہوئی اور وہ ہار گئے تو انہیں وہی ٹھہرا کے رکھے اور ان سے جزیہ اور خراج لے۔

مسئلہ۔ خراج سے مراد یہ کہ اس شہر کی زمین پر جو بھی کاشت ہو وہ اس پر ٹیکس دیں۔

مسئلہ۔ جنگ جیتنے کے بعد جو لوگ پکڑے گئے اگر امام چاہے تو انہیں غلام بنا لے یا قتل کروادے یا ان سے ٹیکس لینے کی شرط پر آزاد کردے یعنی جس طرح ذمی ٹیکس دے کر ہمارے ملک میں آزاد ہیں اسی طرح ان سے بھی ٹیکس لے کر ان کو آزاد کردیا جائے۔

مسئلہ۔ کافر قیدیوں پر احسان کرنا یا ان سے فداء لینے کو منع کیا گیا ہے۔چنانچہ احسان سے مراد یہ ہے کہ کافروں سے بغیر کچھ مال لئے انہیں چھوڑ دیا جائے اور فداء سے مراد یہ ہے کہ ان

کے کچھ سامان لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے یا ان کے کافر قیدیوں کے بدلے مسلمان قیدی ان سے لے لیے جائیں۔

فداء کے جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ جنگ موقوف ہونے سے پہلے پہلے صرف مال کے بدلے ناکہ مسلمان قیدی کے بدلے کافر قیدیوں کو دینا جائز ہے چنانچہ ہمارے علماء کے اجماع کے سبب جنگ موقوف ہونے کے بعد مال کے ذریعے فداء جائز نہیں۔ امام اعظم کے نزدیک کافر قیدی کے بدلے مسلمان کو لے لینا جائز نہیں جبکہ امام محمد کے نزدیک جائز امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتیں ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مطلّقا فداء جائز ہے۔

مسئلہ۔ اسی طرح کافر قیدیوں کو ان کے گھروں کی طرف لوٹانا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ۔ امام جنگ جیتنے کے بعد کفار کے مویشیوں کے کونچے نہ کٹوائے چنانچہ اگر ان مویشیوں کو دارالاسلام میں لانا مشکل ہوتوامام ان مویشیوں کو ذبح کر کے جلا دیا جائے۔

مسئلہ۔ امام کے لئے جائز نہیں کہ وہ دار الحرب میں ہی مال غنیمت تقسیم کردے بلکہ وہ اسے امانتا کسی کے پاس رکھوائے اور پھر وہ دار الحرب سے دارالسلام لوٹے پھر امام اس مال کو تقسیم کرے۔

مسئلہ۔ مال غنیمت سے حصہ اس شخص کو بھی دیا جائے گا جس نے جنگ میں کسی جہادی کی معاونت کی ہوناکہ بازاری شخص جس نے جہاد ہی نہ لڑا ہوں۔

مسئلہ۔ اگر کوئی جہادی جہاد لڑتا ہوا دارالحرب میں ہی مرگیا تو ہمارے نزدیک اسے مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ دار الحرب سے جو حاصل کیا گیا مال ہے وہ ہماری ملکیت میں جب تک نہیں آئے گا جب تک وہ دارالاسلام نہ پہنچ جائے اسی وجہ سے دارالحرب میں شہید

ہونے والے جہادی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا جائے گا لیکن شوافع کے نزدیک شہید جہادی کو حصہ دیا جائے گا کیونکہ جب مسلمان کافروں سے جنگ کرکے جیت جائیں گے تو وہ مال غنیمت کے وہی یعنی دارالحرب میں ہی مالک بن جائیں گے۔

مسئلہ۔ اگر جہادی دارالاسلام میں آکر شہید ہوا یعنی دارالحرب میں اسے شدید زخم لگے اور وہ دارالاسلام میں آگیا پھر وہ ان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگیا اب ہمارے نزدیک اسے مال غنیمت سے حصہ دیا جائے گا۔

مسئلہ۔ ہمارے لئے دار الحرب کا کھانا کھانا حلال ہے اسی طرح وہاں کی گھاس ، تیل اور حاجت کے مطابق اسلاح استعمال کرنا بھی جائز ہے ان ذکر کردہ چیزوں سے انتفاع تقسیم کاری سے قبل دار الحرب سے نکلنے کے بعد جائز نہیں اسی طرح نہ انہیں بیچنا جائز نہ جمع کرنا اور اگر کسی نے دار الحرب سے نکلنے کے بعد ان چیزوں کو جمع کیا یا بیچ دیا تو اس پر واجب ہے کہ وہ ان چیزوں کو مال غنیمت میں جمع کروائے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص دارالحرب نے ایمان لے آئے تو اس نے اپنی جان اور اپنے چھوٹے بچہ کو مسلمان سے محفوظ کرلیا کیونکہ وہ مسلمانوں کے تابع ہوگیا اسی طرح اس کا وہ مال جو اس نے کسی مسلمان یا کسی ذمی کے پاس بطور امانت رکھوایا ہو وہ مال بھی محفوظ ہوگا علاوہ اس کے بڑے بیٹے اور اس کی بیوی جو حاملہ ہو اور اس کی زمین یعنی وہ دارالحرب کا حصہ ہے اوروہ اہل دار کے ہاتھ میں ہے اس لئے وہ بھی محفوظ نہ ہوگی اسی طرح اس کاوہ غلام جو جہادی ہو اور اس کا وہ مال جو کسی حربی نے غصب کیا ہو یا اس نے اس کو امانتا کسی حربی کے پاس رکھوایا ہو۔

مسئلہ۔ گھوڑے کے ساتھ جہاد کرنے والے جہادی کے لیے دو حصے ہوں گے اور پیدل جہاد کرنے والے کا ایک حصہ ہوگا اور اس کا اعتبار دربِ مجاوزت کے وقت ہوگا درب سے مراد شہر کا بڑا راستہ ہے یا روم کی تنگ گلیوں میں سے تنگ گلیاں اور یہاں درب سے مراد دار الحرب میں داخل ہونے کا راستہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک قتال کے معرکہ کے وقت کا اعتبار ہے یعنی جنگ لڑتے وقت کی کیفیت کیسی تھی اس اعتبار سے اس کو حصہ دیا جائے گا۔

مسئلہ۔ ایک شخص جہاد کرنے اپنے گھوڑے کے ساتھ گیا اور اس کا گھوڑا مرگیا تو اس کے لیے بھی دو حصے ہوں گے اور جو شخص پیدل جنگ کرنے گیا اور پھر اس نے جنگ کرنے کے لئے گھوڑا خریدا تو ہمارے نزدیک اس کا ایک حصہ ہوگا برخلاف شوافع کے کہ انکے نزدیک گھوڑے کے چار حصے ہوں گے۔

مسئلہ۔ گھوڑے کے علاوہ کسی اور جانور میں جہادی کے لیے کوئی حصہ نہیں۔

مسئلہ۔ بچے، غلام ،عورتیں اور ذمیوں کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا جائے گا بلکہ ان کو عطیہ دیا جائے گا یعنی مال غنیمت کے حصہ سے کم مال ان کو دیا جائے گا۔

مسئلہ۔ غنیمت میں پانچواں حصہ مسکین، یتیم اور مسافروں کے لئے ہوگا اور ان پر قریبی فقراء کو مقدم کیا جائے گا نیز مال غنیمت میں امیر کا کوئی حصہ نہیں۔

مسئلہ۔ قرآن مجید میں اللہ رب العالمین کا جو پانچواں حصہ بیان ہوا یہ وہاں تبرک کے لئے ہے۔

مسئلہ۔ پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا حصہ آپ کی ظاہری وفات کے سبب ساقط ہوگیا صفی کی طرح یعنی جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے مال غنیمت پیش کیا جاتا تو حضور علیہ الصلاۃ

والسلام اپنی مرضی سے اس میں سے چن لیا کرتے تھے اور یہصورت آپ کی وفات ظاہری کے بعد نہیں رہی اسی وجہ سے ہمارے نزدیک پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ مبارک وہ بھی ساقط ہوگیا اور امام شافعی کے نزدیک پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا حصہ خلیفہ کے لیے ہوگا۔

مسئلہ۔ ہمارے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام قرابت داروں میں سے جو مستحق ہوگا اس کو مال غنیمت میں سے حصہ ملے گا برخلاف شوافع کے: ان کے نزدیک بنی ہاشم و بنی مطلب کو ہی حصہ دیا جائے گا کیونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جدامجد میں سے عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم،مطلب،عبد شمس،نوفل چنانچہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے خیبر کے موقع پر ذوی القربی میں سے بنی ھاشم اور بنی مطلب کے درمیان مال غنیمت تقسیم فرمایا تو حضرت عثمان اور جبیر بن معظم جو کہ نوفل کی اولاد میں سے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی کہ ہم انکار نہیں کرتے بنی ھاشم کی فضیلت کا آپ کے اس میں ہونے کے سبب چنانچہ بنی مطلب اور ہمارے اصحاب نسب میں آپ کی طرف برابر ہیں تو آپ نے انہیں عطا کیا اور ہمیں عطا نہیں کیا تو پیارے آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا (بے شک وہ مجھ سے نہ زمانہ جاہلیت میں جدا ہوئے اور زمانہ اسلام میں اور اپنی انگلیوں کو ملایا) چنانچہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم کاری فرمائی اسی طرح تقسیم کی جائے گی اور ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان میں مال تقسیم کرنے کی وجہ ان کی صحبت اور ان کا آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی مدد کرنے کی وجہ سے تھا تو یہ صورت آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی وفات کے بعد باقی نہ رہی تو اب تمام قرابت داروں میں سے جو فقراء ہیں وہ مال غنیمت کے مستحق ہونگے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے لئے فرمایا (اللہ تعالی نے تمہیں زکوۃ کے بدلے

خمس کا خمس دیا ہے) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ان میں سے جو فقراء ہوتے انہیں یہ مال دیا کرتے تھے۔

مسئلہ۔ ایسا لشکر جس کے پاس جنگ لڑنے کی قدرت نہ ہو اور نہ اسے حاکم کی جانب سے اجازت ہو اور پھر بھی وہ دارالحرب میں داخل ہو جائے اور اچانک حملہ کرکے فتح پالے تو غنیمت کا مال اس لشکر کے لئے ہی ہوگا اور اگر ذکر کردہ شرائط میں سے کوئی بھی شرائط مفقود ہوئی تو ان سے مال غنیمت کا پانچواں حصہ لیا جائے گا کیونکہ غنیمت جو کفار سے لیا جاتا ہے وہ قہر کے طور پر ہوتا ہے اور یہ جنگ پر قدرت کے سبب ہے اور اگر ان کے پاس جنگ کرنے کی قدرت بھی نہیں تھی لیکن امام کی اجازت پائی گئی تو وہ بھی منعہ(قدرت) کے حکم میں ہی ہے کیونکہ امام جب کسی لشکر کو جنگ کرنے کی اجازت دے تو لازم ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد بھی کرے گا۔

مسئلہ۔ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ قتال کے وقت کسی بھی جہادی کا حصہ زیادہ کردے چنانچہ امام ان سے کہے (من قتل قتیل فلہ سلبہ)۔

مسئلہ۔ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ لشکر کے لیے پانچویں حصے کے علاوہ تیسرا،چوتھا حصہ بھی لشکر کو دے دیں یہ اختیار امام کے پاس اس وقت ہے جب مال غنیمت دارالحرب میں ہی ہو یعنی کہ وہ مال حفاظت کے ساتھ دارلاسلام نہ پہنچا ہو اور اگر وہ مال دارالسلام پہنچ گیا تو امام کا مجاہدین کو پانچوے حصے کے علاوہ کا اختیار نہیں رہے گا یعنی وہ مجاہدین کو صرف پانچواں حصہ ہی دے گا اس سے زیادہ نہیں دے گا۔

مسئلہ۔ کافر مقتول کی پہنی ہوئی چیزیں اور اس کی سواری پر موجود چیز اس کو قتل کرنے والے مسلمان جہادی کے لیے ہوگی اس شرط پر کہ امام اس کو مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے ہی

دے دے ورنہ یہ مال مال فیء ہوگا بخلاف شوافع کے آپ کا موقف ہے کہ کافر مقتول کا مال پہنا ہوا ہو یا ان کی سواری پر لگی چیزیں تمام کی تمام جہادی کے لئے ہونگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان(من قتل قتیل فلہ سلبہ) کی وجہ سے اور ہماری دلیل : یہ معاملہ امام کی رائے پر موقوف ہوگا نہ کہ شریعت کی وضع پر۔

---

(5) کفار کے تسلط کا بیان

مسئلہ۔ مسلمانوں کے مال پر کافر قبضہ کر لیں اور ان پر غالب آجائے یا ہمارے اونٹ بھاگ کر ان کی طرف چلے جائیں اور وہ اس مال کو دار الحرب لے جائیں تو ہمارے نزدیک وہ اس کے مالک بن جائیں گے جبکہ شوافع کے نزدیک کفارغلبہ کے ذریعے ہمارے مال کے مالک نہیں بنیں گے کیونکہ نہی افعال حسیہ سے قباحت لعینہ کو ثابت کرتی ہے اور قباحت لعینہ حکم شرعی کا فائدہ نہیں دیتی اور وہ ملکیت ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ وہ غیر معصوم مال پر غلبہ پانے کی وجہ سے ہماری چیزوں کے مالک بن جائیں گے۔

مسئلہ۔ اگروہ ہمارے آزاد مدبر مکاتب اور بھگوڑے غلام غیرہ کو پکڑ لے تو وہ اس کے مالک نہیں ہوں گے چنانچہ اس مسئلے میں اختلاف اس بارے میں ہے کہ اگر کفارنے ان کو قہرا قید کر کے لے جائیں تو امام اعظم کے نزدیک وہ مالک نہیں ہوں گے جبکہ صاحبین کے نزدیک وہ مالک ہو جائیں گے لیکن اگر کافر غلاموں کو بغیر قہر کے لے جائے تو اس صورت میں کسی کے نزدیک بھی وہ مالک نہیں بنیں گے صاحبین کی دلیل یہ ہے غلام کی عصمت حق مولیٰ کی بناء پر تھی اور دارالحرب میں چلے جانے کی وجہ سے وہ عصمت ختم ہوگئی اس کی وہ مالک بن جائیں

گے اور امام اعظم کے نزدیک مولی کے حق میں جو عصمت تھی اس کے ختم ہونے کے ساتھ آزاد ہونا ہے چنانچہ وہ اس کے مالک نہیں ہوں گے۔

مسئلہ۔ اگر ہم ان کافروں پر غلبہ پالیں تو ہم انکے آزادوں کے اور انکے مالوں کے مالک بن جائیں گے

مسئلہ۔ کفار پر غلبہ پانے کے بعد اگر کوئی مسلمان اپنا مال مجاہدین کے ہاتھوں میں دیکھے تو اگر وہ مال ابھی تک تقسیم نہیں ہوا تو بغیر کسی معاوضے کے وہ مال حاصل کر لے اور اگر وہ مال تقسیم ہوگیا ہے تو اس کو قیمت کے ذریعے حاصل کرلے چنانچہ اگر کسی کا غلام تقسیم کے بعد کسی تاجر نے خرید لیا اور اس غلام کی آنکھ بھی تلف ہوگئی تھی اب تاجر نے اس کا تاوان بھی وصول کرلیا اب مالک کو اختیار ہے چاہے تو غلام کی قیمت دے کر غلام لے لے لیکن جو تاوان اس نے لیا ہے اس کے مقابلے میں دام کے اندر کوئی کمی نہیں ہوگی۔

مسئلہ۔ کافر زید کے غلام کو پکڑ کر لے گئے اور عمر نے اس غلام کو ان سے 100 روپے کا خرید لیا پھر دوبارہ اس غلام کو کافر پکڑ کر لے گئے اب بکر نے ان سے اس غلام کو 100 روپے کا خریدا اب عمر بکر سے 100 روپے دیکر اس غلام کو لے سکتا ہے لیکن زید اگر عمر سے لینا چاہیے تو 200 روپے کا ہی لینا پڑے گا کیونکہ عمر کے اس غلام پر 200 لگے ہیں اور اگر عمر نے نہیں لیا تو زید کو اختیار نہیں ہوگا کہ وہ بکر سے اس غلام کو 100 روپے کے بدلے خریدے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو عمر کے دیئے ہوئے پیسے ضائع ہوجائیں گے چنانچہ زید کو وہ غلام 200 روپے کا ہی لینا پڑے گا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی غلام اپنے آقا کا سامان وغیرہ ساتھ لے کر بھاگ گیا پھر اسے کفار نے پکڑا لیا پھر ان کفار نے غلام اور سامان کو بیچ دیا تو اب مالک غلام کو تو ایسے ہی حاصل کر لے گا لیکن سامان کو مال کے بدلے لے گا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی کافر امن لے کر دارالاسلام آئے اور کسی مسلمان غلام کو خریدے تو امام اعظم کے نزدیک وہ غلام آزاد ہوجائے گا اور صاحبین کے نزدیک غلام آزاد نہ ہوگا. صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ حاکم اسلام اس کافر کو مجبور کرے کہ وہ اس غلام کو دارالاسلام میں ہی بیچ دے اور دارالحرب میں پہنچ جانے کی وجہ سے ولایت جبرًا ختم ہوگئی کیونکہ دارالحرب میں ہمارا حکم نہیں چلتا چناچہ اس صورت میں وہ وہاں غلام ہی رہ جائے گا۔جب کہ امام اعظم کا کہنا ہے جب ولایت جبرًا ختم ہوگئی تو عتق حکمی اس کے قائم مقام ہوجائے گا تاکہ کفار کے چھٹکارے سے مسلمان آزاد ہوجائے اسی وجہ سے وہ غلام آزاد ہوگیا جیسے وہ غلام جو حربی کا ہو اور مسلمان ہو کر ہماری طرف لوٹ آئے یا ہم مسلمان ان کافروں پر غلبہ پا لیں۔

---

(6) مستأمن کا بیان

مسئلہ۔ مستامن اس مسلمان کو کہا جاتا ہے جو امن لے کر دارالحرب میں چلا جائے یا اس کافر کو کہا جاتا ہے جو امن لے کر دارالاسلام میں آجائے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی مسلمان دار الحرب میں جائے تو کافروں کی جان و مال میں تعرض نہ کرے علاوہ اس صورت میں کہ ان کا بادشاہ اس کا مال لے لے یا اس کو قید کر دے یا دوسرا کوئی شخص بادشاہ کے علم میں ہونے کے باوجود اس کا مال لے لے اب اگر وہ مسلمان ان کافروں کا کچھ

مال نکال کر لے آئے تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا حرمت کے ساتھ لیکن ایسے مال کو صدقہ کر دیا جائے بہرحال وہ مالک اس لیے بنا کیونکہ اس نے اہل حرب کے مال مباح پر قبضہ کیا اور حرام اس لیے کہ اس نے خیانت کے ذریعے اس مال کو حاصل کیا۔

مسئلہ۔ اگر کسی مسلمان تاجر کے ساتھ کسی حربی نے قرض کا معاملہ کیا یعنی ایسا کاروبار کیا جس سے مسلمان کے ذمہ قرض آتا ہو یا مسلمان تاجر نے کسی حربی کے ساتھ قرض کا معاملہ کیا یا ان میں سے کسی ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کی یعنی چوری کر لی پھر وہ دونوں دارالاسلام آجائیں تو ان دونوں میں سے کسی کے لیے بھی فیصلہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہمارے حاکم اسلام کو دارالحرب پر کوئی اختیار نہیں اسی طرح اگر دو حربی ایسا معاملہ کرکے امن لے کر دارالاسلام آجائیں تو ان کا بھی فیصلہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہمیں ان دونوں پر ولایت حاصل نہیں ہے اگر وہ دونوں مسلمان ہو کر یہاں آئیں تو باہمی قرض کا حق دلایا جائے گا لیکن غصب یعنی چوری کے مسئلے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ قرض ان کی باہمی رضامندی سے واقع ہوا ہے اور غصب کہ اس میں کسی کی رضامندی نہیں اور نہ ان کے مال کی عصمت موجود ہے۔

مسئلہ۔ اگر دو مسلمان امن لے کر دارالحرب چلے گئے اب وہاں ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا عمدًا یا خطاءِ تو عمدًا کی صورت میں تو اس پر دیت واجب ہوگی اور اگر خطاء کی صورت میں اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا اس لئے کہ دارالحرب میں اسلامی احکام جاری نہ ہونے کی بنا پر اس پر قصاص لازم نہ ہوگا چنانچہ معصوم جان کو قتل کرنے کی صورت میں اسی کے مال میں سے اس پر دیت لازم ہوگی نہ کہ اس کے عاقلہ پر کیوں کہ عاقلہ پر دیت جب واجب ہوتی ہے جب وہ اس کے مددگار ہوں اور یہ صورت یہاں نہیں پائی جارہی۔

مسئلہ۔ اگر دو مسلمان دارالحرب میں کفار کے ہاتھوں قید ہوئے اور ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کردیا تو صرف خطا کی صورت میں کفارہ ہے یعنی قتل عمد میں دیت وغیرہ واجب نہیں ہوگی بلکہ خطاء قتل کرنے کفارہ لازم ہوگا امام اعظم کے نزدیک جبکہ صاحبین کے نزدیک عمدا یا خطاء قتل کرنے میں دیت واجب ہوگی اس لئے قید ہونے سے اس کے جان اور مال کی عصمت باطل نہیں ہوتی جس طرح مستامن ہونے سے باطل نہیں ہوتی۔اور امام صاحب کی یہ دلیل کے قیدی کفار کے غلبہ اور تسلط کے باعث ان کا تابع بن گیا اس لئے اس کی احراز حفاظت باطل ہوجائے گی اور عصمت مقومہ نہیں رہی جس عصمت پر تعرض کرنے سے مال واجب ہوتا ہے بس اسی وجہ سے عمدا قتل کرنے میں دیت واجب نہ ہو گی لیکن عصمت مؤثمہ باقی رہتی ہے یعنی وہ عصمت جس کا تعرض کرنے سے گناہ لازم آتا ہے اور وہ باقی ہیں اسی وجہ سے خطاء گناہ قتل کے سبب کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ۔ مستامن کو دارالاسلام میں ایک سال سے زیادہ نہ رہنے دیا جائے یا قاضی اس سے کہہ دے کہ اگر تو یہاں ایک سال رہا یا ایک مہینہ تو ہم تجھ پر جزیہ مقرر کر دیں گے اب اگر وہ لوٹ جانا چاہے تو اس کے لیے بہتر ہے ورنہ وہ ذمی ہو جائے گا اور پھراسے دارالحرب نہ جانے دیا جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کوئی مستامن دارالاسلام میں خراجی زمین خریدے اور اس پر اس زمین کا خراج مقرر کر دیا جائے تو اس پر ایک سال کا جزیہ ہوگا خراج کو مقرر کرنے کے وقت سے پھر وہ مستامن ذمی ہوجائے گا کیونکہ جب اس نے خراج دینے کو قبول کرلیا تو اس نے دارالاسلام میں سکونت کو اختیار کر لیا البتہ صرف زمین خریدنے سے ذمی نہیں ہوگا کیونکہ زمین بسا اوقات بغرض تجارت خریدی جا سکتی ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی مستامنہ عورت نے دارالاسلام آکر ذمی سے نکاح کر لیا تو وہ ذمی بن جائے گی اور اسکے بر عکس میں نہیں یعنی ایک مستامن مرد دارالاسلام میں آ کر نکاح کرلے تو وہ ذمی نہیں ہوگا کیونکہ اس کے لوٹ جانے کی امید ہے لیکن پہلی صورت میں عورت ذمیہ بن جائے گی کیونکہ وہ اپنے شوہر جو کہ ذمی ہے اس کے تابع ہے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی مستامن واپس دارالحرب لوٹ جائے تو اس کا خون حلال ہوجائے گا پھر اگر اس حربی مستامن کو قید کر کے لایا جائے یا لشکر اسلام کا ان پر غلبہ ہو جائے اور وہ قتل ہوجائے تو اس کا جو قرض صاحب عصمت پر یعنی مسلمان یا ذمّی پر ہو وہ ساقط ہوجائے گا اور اس کا وہ مال جو ان کے پاس بطور امانت تھا وہ مال غنیمت میں جمع ہوجائے گا چنانچہ اگر وہ خود مر گیا یا بغیر لشکر اسلام کے غلبے کے قتل ہوگیا تو اس کا وہ قرض جو مسلمان یا ذمّی کے پاس ہو یا اس کی وہ امانت جو ان کے پاس ہو وہ وارثوں کو ملے گی کیونکہ مستامن کے واپس چلے جانے سے سے بھی اس کے مال کا امان باقی رہتا ہے اس لیے اگر وہ زندہ رہ جائے تو اسے اس کا مال دلایا جائے گا اگر مر جائے یا بغیر غلبے کے قتل کردیا جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا لیکن اگر وہ لشکر اسلام کے غلبہ پانے کے بعد قتل کیا گیا تو اب اس کا مال مال غنیمت میں جمع ہوگا نہ کہ وارثوں کو ملے گا۔

مسئلہ۔ اگر حربی امن لے کر دارالاسلام آیا اور دارالحرب میں اس کی بیوی اور بچے اور اس کا بطور امانت مال کسی معصوم یا غیر معصوم کے پاس دارالحرب میں ہی ہوں اور وہ یہاں مسلمان ہوگیا ہوں پھر اس کے بعدمسلمانوں کو دار الحرب میں ان کافروں پر غلبہ حاصل ہوگیا تو مذکورہ تمام اشیاء مال غنیمت میں شامل ہوجائیں گی بیوی اور بالغ تو اس لئے مال غنیمت کا حصہ بنے گیں کیونکہ وہ اسلام میں اس کے تابع شمار نہیں ہوتے اور چھوٹے بچے اور مال اس لیے مال

غنیمت میں جمع ہوں گے کیونکہ وہ اس کی حمایت اور قبضے میں نہیں تھے اور اس کا اس حالت میں اسلام لانا موجب عصمت بھی نہیں۔

مسئلہ۔ جو شخص دارالحرب میں اسلام لایا اور پھر دارالاسلام آگیا پھر دارالحرب میں مسلمانوں نے غلبہ پا لیا تو اس کا چھوٹا بچہ آزاد ہوجائے گا اور مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی امانت جو کسی مسلمان کے پاس ہو یا ذمی کے پاس ہو وہ اسی شخص کے لئے ہوگی اور اس کے علاوہ چیزیں مال غنیمت میں جمع ہوگی۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص دارالحرب میں ایمان لائے اور اس کے وارثین بھی دارالحرب میں ہوں پھر وہ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس پر کچھ واجب نہ ہو گا علاوہ قتل خطا کے کہ اس پر کفارہ لازم ہوگا برخلاف امام شافعی کے عمدا قتل کرنے میں قصاص لازم ہوگا اور خطا قتل کرنے میں دیت ہوگئی۔

مسئلہ۔ ایسا مسلمان شخص جس کا کوئی ولی نہ ہو اور اسے قتل کردیا جائے اس کی دیت امام لے گا۔

مسئلہ۔ ایسا شخص جو امان لیکر دارالحرب میں آیا اور مسلمان ہوگیا اور اس کا بھی کوئی ولی نہیں ہے اور پھر اس کو خطاءا قتل کر دیا گیا تو امام قاتل کے عاقلہ سے دیت لے گا مذکورہ بالا صورتوں میں امام کو اختیار ہے کہ عمدا قتل کرنے میں چاہے تو وہ قصاص لے یا دیت لے ان دونوں صورتوں کے علاوہ اسے معاف کرنے کا اختیار نہیں۔

(7) محصول کا بیان

مسئلہ۔ عرب کی زمین اور وہ زمین جہاں کے رہنے والے مسلمان ہو یا غلبے کے طور پر فتح کی گئی زمین جو لشکر کے درمیان تقسیم کر دی گئی ہو اسی طرح بصرہ کی زمین چنانچہ یہ عشری زمینیں ہیں۔عرب کی زمین سے مراد عزیب سے انتہائے حجر تک اور یمن کے مقام مہرہ سے شام کی حد تک۔

مسئلہ۔ سواد عراق اور وہ زمین جس کو طاقت کے دم پر فتح کیا گیا ہو اور اس کے باشندوں کو وہیں رہنے کی اجازت دی گئی ہو یا ہمارے امام نے ان سے صلح کر لی ہو تو اس صورت میں وہ زمین خراجی ہو گئی۔اور سواد عراق سے مراد عزیب سے عقبہ حلوان تک اور ثعلبیہ سے عبادان تک اور ایک قول کے مطابق علث سے عبادان تک۔

مسئلہ۔اگر کسی شخص نے غیر مملوکہ زمین کو آباد کیا تو اس سے قریب ترین زمین کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر قریب ترین زمین خراجی زمین ہو تو خراج دے گا اور عشری زمین ہو تو عشر دے گا۔

مسئلہ۔ خراج ایسی زمین سے لیا جائے گا جس میں زراعت بھی ہوتی ہو اور پانی بھی وہاں پہنچتا ہوں چنانچہ خراج جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سواد عراق پر مقرر کیا زمین کی پیداوار میں سے ہر جریب پر ایک صاع گندم یا جو اور ساتھ ایک درہم اور ترکاری کی زمین میں ہر جریب پر پانچ درہم اور انگور اور کھجور کے درخت پر ایک جریب پر دس درھم اور اس کے علاوہ دوسری پیداوار میں جیسے زعفران اور متفرق درختوں میں جو ان کے دینے کی طاقت ہو اس مقدار تک ان سے خراج لیا جائے گا۔

مسئلہ۔ ایک جریب ساٹھ گز لمبا اور 7 گز چھوٹا ہوتا ہے اور کپڑے کا گز کتب فقہ میں سات مٹھی ہے اور زمینی پیائش کا گز 7 مٹھی ہے جس میں چھوٹی انگلی اٹھی ہو۔ اہل حساب کے نزدیک ایک گز 24 انگلیوں کا ہے اور ایک انگلی 6 جو کی ہے۔وہ اس طرح کہ جو کا بطن دوسرے بطن سے ملا ہوا ہو۔

مسئلہ۔ اس زمین میں خراج نہیں جہاں پانی نہ پہنچتا ہو یا پانی نے اس زمین کو ڈبو دیا ہو یا وہ فصل کسی آفت کی وجہ سے خراب ہوگئی ہو اور اگر اس زمین کے مالک نے اپنی زمین کو ایسے ہی بیکار چھوڑ دیا تو اس پر خراج ہوگا۔

مسئلہ۔ طاقت کا انتہائی درجہ آدھی پیداوار ہے یعنی اس سے زیادہ خراج نہیں لیا جائے گا اگر مقررہ خراج دینے کی طاقت نہ ہو تو اس میں کمی کردی جائے اگر طاقت ہو بھی تو مقرر کردہ مقدار سے زیادہ نہ لیا جائے یہ امام یوسف کا مذہب ہے اور امام محمد کے نزدیک نصف سے زیادہ دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ۔ وہ کافر جس پر خراج ہو پھر وہ مسلمان ہوجائے یا اس زمین کو کوئی مسلمان خرید لے تو اس زمین پر ہمارے نزدیک خراج باقی رکھا جائے جبکہ امام شافعی کے نزدیک عشر لینا واجب ہوگا

مسئلہ۔ پیداوار کے مکرر ہونے یعنی تکرار ہونے سے عشر بھی مکرر ہوتا ہے یعنی جب جب زمین میں پیداوار ہوگی جب تک عشر دیا جائے گا برخلاف خراج کے یعنی خراج سال میں دو بار نہیں دیا جائے گا واضح رہے کہ خراج کی دو قسمیں ہیں

(1) خراج موظفہ (2) خراج مقاسمہ

خراج موظف: یعنی وہ مقرر محصول جو زمین پر رکھا گیا ہو جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سوداء عراق کی زمین پر مقرر کیا۔**خراج مقاسمہ**: جو پیداوار کے حصے کے طور پر معین ہو مثلاً پیداوار کا چوتھائی یا پانچواں حصہ وغیرہ چنانچہ جس خراج میں تکرار نہیں وہ خراج موظف ہے اور خراج مقاسمہ میں تکرار ہوتی ہے عشر کی طرح۔

---

(8)جزیہ کا بیان

مسئلہ۔ جزیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(1) جو کافر اور مسلمانوں کے امام کے درمیان رضامندی کے ساتھ مقرر ہوجائے۔

(2) امام خود ان کافروں پر جزیہ مقرر کردے۔

مسئلہ۔ جو جزیہ باہمی صلح کے ذریعے مقرر کیا گیا اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

مسئلہ۔ جب امام کافروں پر غلبہ پالے اور انہیں انہی کی زمینوں پر ٹھہرادے تو اب امام کتابیوں، مجوسیوں، عجمی بت پرست جن کا غنی ہونا ظاہر ہو ہر سال جزیہ کے طور پر 48 درھم لے گا اور جو ان میں متوسط لوگ ہو وہ اس کا آدھا دینگے یعنی 24 درھم اور جو ان میں سے فقیر ہوں ان سے ان کی کمائی کا چوتھائی حصہ لیا جائے گا اور امام شافعی کے نزدیک ہر بالغ مردو عورت پر سالانہ ایک دینار مقرر کیا جائے گا اور ان میں فقیر اور غنی دونوں برابر ہیں۔

مسئلہ۔ عرب کے بت پرستوں پر جزیہ نہیں لیکن اگر ان پر مسلمان غلبہ پالیں تو ان کی بیوی اور بچے مال فیء ہوں گے اسی طرح مرتد پر بھی جزیہ نہیں ہے چنانچہ ان دونوں سے کچھ

بھی قبول نہ کیا جائے گا علاوہ اسلام اور تلوار کے جبکہ امام شافعی کے نزدیک مشرکین عرب کو غلام بنایا جائے گا۔

مسئلہ۔ امام یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک ایسا راہب جو کسی سے ملتا جلتا نہ ہو اس سے بھی جزیہ نہیں لیا جائے گا اور ایک روایت میں امام محمد اور امام اعظم کے نزدیک ان سے بھی جزیہ لیا جائے گا اگر وہ کام کرنے پر قادر ہو۔

مسئلہ۔ بچہ، عورت ،غلام، اندھا اور اپائج سے بھی جزیہ نہیں لیا جائے گا اور امام یوسف کے نزدیک اگر ان کے پاس مال ہو تو ان پر بھی چیزیہ واجب ہے اسی طرح فقیر جو کماتا نہ ہو اس سے بھی جزیہ نہیں لیا جائے گا اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس سے جزیہ لینا واجب ہے۔

مسئلہ۔ جزیہ موت اور اسلام لانے کے سبب ساقط ہوجاتا ہے بخلاف شوافع کے۔

مسئلہ۔ جب سے ابھی تک اس سال کا جزیہ نہ لیا گیا ہو پھر دوسرا سال آجائے تو امام اعظم کے نزدیک اس سے صرف ایک ہی جزیہ لیا جائے گا بخلاف صاحبین کے۔

مسئلہ۔ بیعہ اور کنیسہ نئے تعمیر نہیں کیے جائیں گے اور جب وہ خود ہی منہدم (ٹوٹ جائیں) تو اس کا اعادہ کرایا جائے گا۔

مسئلہ۔ ذمی ہم سے اپنے آپ کو ممتاز رکھیں گے کپڑوں میں،سواری میں،زین میں اور پالان میں۔

مسئلہ۔ ذمی گھوڑے پر سوار نہیں ہوں گے اور نہ اسلاح بنانے کا کام کریں گے۔

مسئلہ۔ ذمی کسیج کو ظاہر کرکے رکھیں گے کسیج سے مراد وہ اونی مضبوط ڈورہ ہے جو انگلی کی مقدار کا ہو ذمی اسے اپنی پیٹ پر باندھتے تھے۔

مسئلہ۔ ذمی سواری کریں گے زین پر پالان کے ساتھ۔

مسئلہ۔ ذمیوں کی عورتیں راستوں میں بھی ممتاز رہیں گے اسی طرح ان کے حمام بھی ممتاز ہوں گے۔

مسئلہ۔ ذمی اپنے گھروں میں ایسی نشانی لگائیں گے جس سے پتہ چلے کہ یہ گھر ذمی کا ہے تاکہ لوگ ان کے گھر کو مسلمان کا گھر سمجھ کر ان کے حق میں استغفار نہ کریں۔

مسئلہ۔ ذمی کا عہد ٹوٹ جائے گا اگر وہ ہم سے جنگ کرنے کے لیے کسی مقام پر جمع ہو جائیں یا واپس دارالحرب لوٹ جائیں اس صورت میں وہ بمنزلہ مردہ ہو جائیں گے اور اسے میت کے حکم میں قرار دیا جائے گا لیکن اگر ذمی لوٹ آئے تو اسے قید کر دیا جائے گا اور مرتد ہوجائے تو اسے قتل کر دیا جائے۔

مسئلہ۔ ذمی اگر جزیہ دینے سے انکار کر دیں یا کسی مسلمان عورت سے زنا کر لے یا اس کا بوسہ لے لے یا ہمارے پیارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو گالی دے تو اس کا عہد نہیں ٹوٹے گا لیکن شوافع کے نزدیک پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی صورت میں ذمی کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ۔ بنو تغلب کے بالغ مرد و عورتوں سے ہماری زکوۃ کا دوگنا مال لیا جائے گا اور ان کے آزاد کردہ غلاموں سے جزیہ اور خراج لیا جائے گا اس میں امام زفر کا اختلاف ہے کہ ان کے نزدیک ان کے آزادکردہ غلام سے بھی ہماری زکوۃ کا دگنامال لیا جائے گا یعنی زمین کی پیداوار

میں سے خمس حصہ اور اس کے علاوہ جن اموال میں زکوۃ واجب ہوتی ہے ان سے بیسواں حصہ لیا جائے گا اور ہماری دلیل یہ ہے کہ قرشی کے آزاد کردہ غلام خراج اور جزیہ دیا کرتے تھے چنانچہ ان سے بھی خراج اور جزیہ لیا جائے گا۔

مسئلہ۔ جزیہ، خراج ، بنی تغلب کا مال اور وہ تحائف جو امام کو کافروں کی طرف ملے ہیں اور وہ مال جو صلح کے ذریعے بغیر کسی جنگ کے حاصل کیا گیا ہو تو ایسے مال کو فلاح و بہبود کے کاموں میں خرچ کیا جائے گا اسی طرح اس مال سے پل بنائے جائیں گے۔

مسئلہ۔ قنطرہ اور جسر میں فرق یہ ہے کہ قنطرہ سے مراد وہ پل ہے جسکو مستحکم بنیادوں پر ہمیشہ کے لئے بنایا گیا اور جسر سے وہ پل مراد ہے جو عارضی طور پر باندھا جائے جیسے کشتیوں کو جوڑ کر پل بنایا جاتا ہے۔اس طرح اس مال کو علماء، قاضی ،عمال(جو زکوۃ جمع کرتے ہیں)، مجاہدین اور ان کی اولاد میں خرچ کیا جائے گا۔

مسئلہ۔ ذکر کردہ لوگوں میں سے کوئی اگر کوئی نصف سال میں مر جائے تو وہ سالانہ وظائف سے محروم ہوجائے گا اس لیے کہ یہ عطیہ ہے اور قبضہ سے پہلے ملکیت ثابت نہ ہوئی اور ایسا حق موت سے ساقط ہوجاتا ہے اور ہمارے زمانے میں ایسے وظائف کے مستحق مفتی، مدرس اور قاضی ہیں۔

(9)مرتد کا بیان

مسئلہ۔ العیاذ باللہ جو شخص مرتد ہوجائے اس پر اسلام پیش کیا جائے اور اس کے شک و شبہات کو دور کیا جائے اگر وہ اسلام نہ لایا تو اسے مہلت دیتے ہوئے تین دن قید کیا جائے اگر وہ توبہ کرلے تو اس کے لیے بہتر ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

مسئلہ۔ توبہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرتد برائت(بےزاری) ظاہر کرے ہر اس دین سے علاوہ اسلام کے اور اس دین سے برائت حاصل کی جائے جس میں وہ منتقل ہوا۔

مسئلہ۔ مرتد کو اسلام لانے سے قبل قتل کرنا مستحب کام کو چھوڑنا ہے لیکن قتل کرنے والے پر کسی قسم کا بھی زمان لازم نہیں ہوگا کیونکہ وہ اپنے ارتداد کے سبب قتل ہونے کا ہی مستحق تھا لیکن امام شافعی کے نزدیک امام کو اسے تین دن دینا واجب ہے تین دن سے پہلے اسے قتل کرنا حلال نہیں ہوگا۔

مسئلہ۔ مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اس کے مال سے موقوف ہو جاتی ہے چنانچہ اگر وہ پھر سے اسلام لے آئے تو اس کی ملکیت دوبارہ لوٹ آتی ہے اور اگر وہ مسلمان نہ ہوا بلکہ مر گیا یا قتل کر دیا گیا یا دار الحرب میں چلا گیا اور قاضی نے اس کے وہاں جانے کا حکم بھی جاری کر دیا تو اس مرتد کا مدبر غلام، ام ولد آزاد ہو جائیں گے اور اس پر جو قرضہ ہوگا وہ فوری ادا کیا جائے گا کیونکہ مرتد مردہ کی طرح ہوتا ہے جس طرح مردے پر قرضہ فوری ادا کیا جاتا ہے چنانچہ اسی طرح مرتد کا قرضہ بھی فوری ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ۔ مرد کا ارتدار سے پہلے یعنی حالت اسلام میں کمایا گیا مال اس کے مسلمان وارثین کے لیے وراثت بنے گا اور مرتد ہونے کے بعد کمایا گیا مال **"مال فیء"** میں جائے گا امام اعظم کے

نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونوں حالتوں میں جو مال کمایا اس کے وارث مسلمان ہونگے جبکہ امام شافعی کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا گیا مال فی میں جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر مرتد نے حالت اسلام میں قرضہ لیا ہوگا تو اسے حالت اسلام سے کمائے جانے والی رقم سے ادا کیا جائے گا اور اگر حالت ارتداد میں قرضہ لیا ہوگا تو حالت ارتداد والی کمائی سے ادا کیا جائے۔

مسئلہ۔ مرتد کا نکاح اس کا ذبیحہ باطل ہے اور صحیح ہے مرتد کا طلاق دینا یا ام ولد بنانا۔

مسئلہ۔ مرتد کی شراکت داری ،بیع و شراء، ھبہ،اعارت، تجارت، اس کا مدبر بنانا، اس کی کتابت اور اس کی وصیت وغیرہ کو موقوف کر دیا جائے گا چنانچہ وہ اسلام لے آئے تو یہ چیزیں نافذ کر دی جائیں گی۔

مسئلہ۔ اگر کوئی مرتد قاضی کی حکم سے پہلے ہی اسلام لے آیا تو گویا کہ وہ مرتد تھا ہی نہیں اور اگر اس کا مال وارثین کے پاس تھا تو اسلام لانے کے سبب اسے اسکا مال دے دیا جائے گا۔

مسئلہ۔ مرتدہ کو قتل نہیں کیا جائے گا برخلاف شوافع کے اور اگر وہ اسلام نہ لائے تو اسے قید کر دیا جائے تاکہ وہ اسلام لے آئے۔

مسئلہ۔ مرتدہ کا حالت ارتداد وحالت اسلام دونوں وقتوں میں تصرف کرنا، کمانا اس کے وارثین کے لئے صحیح ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر مرتد کے ہاں لونڈی سے بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا دعوی بھی کرلیا تو اس کا وہ بچہ آزاد اور مسلمان کی وراثت میں ہوگا مطلّقا یعنی برابر ہے کہ ارتداد اور ولادت کے درمیان مدت چھ مہینے سے کم ہویا زیادہ کیونکہ بچہ اپنے والدین میں سے سب سے بہتر کے دین پر ہوتا ہے تو وہ اپنی ماں کے دین پر ہوگا کہ وہ مسلمان ہے اور مسلمان وارث بنے گا مرتد کے مقابلے میں اور اگر وہ باندھی نصرانیہ ہو اور اس کا آقا مرتد ہوجائے تو اگر ارتداد اورولادت کے درمیان چھ مہینے سے کم مدت ہو تو مرد وارث بنے گا اور چھ سے زیادہ مدت ہو تو عورت وارث بنے گی کیونکہ چھ مہینے سے کم وقت میں بچہ باپ کے تابع اس لئے ہوگا کیونکہ اس کے باپ کے اسلام لانے کی امید زیادہ قریب ہے نصرانیہ سے۔

مسئلہ۔ مرتد اپنے مال کے ساتھ دارالحرب چلا جائے پھر وہاں پر اسلام کا غلبہ ہو جائے تو اب اس شخص سے حاصل کردہ مال **مالِ فیء** ہوگا۔

مسئلہ۔ اسی طرح اگر کوئی مرتد دار الحرب چلا گیا بغیر مال کے اور قاضی نے بھی اس کے وہاں مل جانے کا حکم لگادیا پھر وہ شخص دارالاسلام میں لوٹ آیا چنانچہ اب کی بار وہ مال کے ساتھ دوبارہ دار الحرب لوٹ گیا پھر وہاں اسلام کا غلبہ ہوگیا تو اب اس کا وہ مال اس کے وارثین کے لیے ہوگا جہادیوں کے درمیان مال کو تقسیم کرنے سے پہلے۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص مرتد ہوکر دارالحرب چلا گیا اور اس کےغلام کا فیصلہ اس کے بیٹے کے لیے ہوگیا اب وہ غلام اس کے بیٹے کی ملک میں ہوگا چنانچہ اس کے بیٹے نے اس غلام کو مکاتب کر لیا پھر اس کا باپ مسلمان ہونے کی حالت میں لوٹا تو اس غلام کا بدل اور ولایت اس کے باپ کے کے لیے ہوگی کیونکہ جب باپ مسلمان ہوکر لوٹا تو بیٹا باپ کی جانب سے وکیل بن گیا تھا چناچہ باپ کے آنے پر لڑکے کا باپ ہی غلام کا مالک ہوگا۔

مسئلہ۔ جس نے کسی مرتد کو خطاء قتل کیا پھر وہ دارالحرب چلا گیا یا اسے قتل کر دیا گیا تو اس کا فدیہ یعنی دیت حالت اسلام میں کمائی جانے والی رقم سے دی جائے گی عاقلہ سے دیت نہیں دی لی جائے گی کیونکہ ان کی قتل میں مدد نہیں پائی جا رہی امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دونوں حالتوں میں دیت سکتے ہیں۔

مسئلہ۔ ایک شخص نے کسی مسلمان کا ہاتھ جان بوجھ کر کاٹا اور پھر وہ جس کا ہاتھ کاٹا گیا وہ مرتد ہوگیا اور پھر اس کے درد کی وجہ سے مرگیا یا دارالحرب چلا گیا اور پھر وہ مسلمان ہوکر لوٹا اب اسی درد کی وجہ وہ مرگیا تو کاٹنے والا نصف دیت کا ضامن ہوگا اپنے مال سے کیونکہ قطع واقعہ ہوا ہے معصوم ہونے کی حالت میں اور زخم کا بڑھنا واقع ہوا ہے غیر معصوم ہونے کی حالت میں تو اس پر نصف دیت واجب ہوگی ناکہ عالقہ پر چنانچہ قاتل پر قصاص لازم نہ ہوگا شبھہ کے پائے جانے کی وجہ سے اور وہ شبہہ ارتداد ہے۔

مسئلہ۔ اگر وہ مرد جس کا ہاتھ کاٹا گیا اسلام لانے سے قبل جان بوجھ کر دارالاسلام ہی رہا پھر وہ اسلام لے آیا تو قاتل مکمل دیت کا قضامن ہوگا کیونکہ قطع کا پایا جانا معصوم ہونے کی حالت میںہے اسی طرح زخم بھی حالت معصوم میں پایا گیا ہے امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک جبکہ امام محمد کے نزدیک یہاں نصف دیت واجب ہوگی کیونکہ ارتداد سرایت کو بے کار کردے گی کہ منقلب نہ ہوگا حکم اسلام لانے کے سبب ضمان کی طرف۔

مسئلہ۔ مکاتب غلام جو مرتد ہو جائے اور دارالحرب چلا جائے پھر وہاں سے مال کے ساتھ پکڑا گیا پھر اسے قتل کر دیا گیا تواب بدلہ کتابت مالک کے لیے ہوگا اور جو باقی بچا مال ہے وہ اس کے وارثین کے لیے ہوگا۔

مسئلہ۔ میاں بیوی دونوں مرتد ہوکر دارالحرب چلے گئے پھر ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور پھر بیٹے کا بیٹا بھی پیدا ہوا اب وہاں اسلام کا غلبہ ہوگیا تو وہ دونوں یعنی مرتد شخص کا بیٹا اور پوتا مال فیء میں شمار کئے جائینگے اول یعنی مرتد شخص کے بیٹے کو جبرا اسلام کی طرف لایا جائے گا ناکہ پوتا کیونکہ پوتا اسلام لانے میں دادا کے تابع نہیں ہوتا ظاہر الروایہ کی مطابق۔

مسئلہ۔ اگر بچہ مرتد ہو جائے یا اسلام لے آئے تو اس کا ارتداد یا اسلام لانا درست ہے مرتد بچے پر جبرا اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ انکار کردے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بخلاف امام شافعی اور امام زفر کےکہ بچے کا نہ اسلام لانا درست ہے نہ ارتداد درست ہے۔بچے کے اسلام لانے کے درست ہونے کے لئے ہمارے دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام بچپن میں ایمان لائے اور پیارے آقا الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے اسلام لانے کو درست مانا۔

---

(10) باغیوں کا بیان

مسئلہ۔ ایسی قوم جو امام کی اطاعت سے نافرمانی کی طرف نکل جائے تو ان کے شبہات کو دور کیا جائے پھر اگر وہ مسلمانوں کے کسی گروہ کی طرف مائل ہوں تاکہ وہ ان کی مدد کرے اور وہ کوئی جگہ اختیار کرلیں اور وہ اس میں جمع ہو جائیں تو ہمارے لئے ان سے ابتداء جنگ کرنا حلال ہے ۔برخلاف امام شافعی کے آپ کے نزدیک مسلمانوں کو ابتداء قتل کرنا جائز نہیں ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اگر انہیں ابتداء قتل نہیں کیا گیا بلکہ امام نے اس بات کا صبر کیا کہ پہلے وہ ابتداء کریں تو ان کے شر کو قابو کرنا ممکن نہ ہوگا۔

مسئلہ۔ جب باغیوں سے جنگ ہوئی اور ان کے کچھ ساتھی زخمی ہوگئے تو ان کو مکمل قتل کر دیا جائے بخلاف شوافع کے۔

مسئلہ۔ باغیوں سے لڑتے وقت ان میں سے ان کے کچھ باغی بھاگ گئے تو اگر ان کے لئے کوئی گروہ ہو یعنی یہ کہ یہ لوگ بھاگ کر اس گروہ سے مل جائیں گے تو ان کا پیچھا کیا جائے گا اور انھیں قتل کر دیا جائے گا اور اگر ان کے لئے کوئی گروہ نہ ہوں تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا۔

مسئلہ۔باغیوں کی اولادوں کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں قید کر لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ توبہ کرلیں۔

مسئلہ۔باغیوں کے اسلحہ اور ان کے گھوڑوں کو حاجت کے وقت استعمال کرسکتے ہیں بخلاف شوافع کے۔

مسئلہ۔باغی کو قتل کرنے والے پر کچھ واجب نہیں ہوگا اگرچہ ان پر غلبہ ظاہر ہوجائے کیونکہ امام کی ولایت ان سے منقطع ہوگئی۔

مسئلہ۔ اگر باغیوں نے کسی شہر پر غلبہ پالیا پھر انہی میں سے دوسرے نے کسی کو قتل کر دیا پھر ان پر مسلمانوں کا غلبہ ہوگیا اب جو قاتل ہے اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس شہر میں باغیوں کے احکام جاری نہیں ہوئے چنانچہ امام کی ولایت اس شہر سے منقطع نہیں ہوئی جبھی امام کے احکام جاری ہوں گے۔

مسئلہ۔کسی باغی نے اپنے کو حق جانتے ہوئے اپنے اہل میں سے کسی کو باغی سمجھ کر قتل کر دیا تو وہ باغی اس کا وارث بن جائے گا جیسے جب کوئی عادل کسی باقی کو قتل کر دے تو وہ

عادل بھی اس باغی کے مال کا وارث بنے گا امام اعظم کے نزدیک چنانچہ امام یوسف اور امام شافعی علیہما الرحمہ کے نزدیک باغی (عادل) کے مال کا وارث نہیں بنے گا برابر ہے کہ وہ اپنے آپ کو صحیح سمجھ کر قتل کرے یا وہ اپنے باطل ہونے کا اقرار کرے۔

مسئلہ۔ ایسے شخص کو اسلحہ بیچنا مکروہ ہے جس سے فتنہ کا خوف ہو اور اگر اس سے کوئی خوف نہ ہو تو جائز ہے۔

<u>تمت بالخیر</u>

(11) کتاب اللقیط

مسئلہ۔ لاوارث بچے کو اٹھانا مستحب ہے اور اگر اس کی ہلاکت کا خوف ہو تو اسکو اٹھانا واجب ہے جیسے لقطہ۔

مسئلہ۔ اب جو بچہ اٹھایا ہے وہ آزاد ہوگا مگر پختہ دلائل کے ساتھ اور اس بچے کا نفقہ اور جنابت بیت المال سے ادا کیا جائے گا اور اس کی وراثت بیت المال کے لیے ہوگی۔

مسئلہ۔ اس بچے کا نسب اس سے ثابت ہوگا جو اس کا دعوی کرے گا اگر بچے کے نسب کا دو مردوں نے دعوی کیا کہ اگر ان میں سے کسی ایک نے بچے کے جسم پر کوئی علامت بتا دی اور وہ اپنی بات میں سچا بھی ہو تو نسب اسی سے ثابت ہوگا ورنہ نسب ان دونوں مردوں سے ثابت ہوگا اگرچہ ان دونوں مردوں میں سے وہ غلام ہو یا آزاد۔

مسئلہ۔ نسب کا دعوی کرنے والا اگر غلام ہو تو بچے کا نسب اس سے ثابت ہوجائے گا لیکن بچہ آزاد ہوگا کیوں کہ دارالاسلام میں اصل آزادی ہے۔

مسئلہ۔ نسب کا دعوی اگر ذمی کرے تو اس ذمی سے بچے کا نسب مانا جائے گا لیکن بچہ مسلمان ہوگاچنانچہ اگر وہ بچہ ذمیوں کے علاقے میں پایا جائے اور نسب کا دعوی کرے والا بھی ذمی ہو تو پھر بچہ بھی ذمی ہی شمار ہوگا۔

مسئلہ۔بچے پرجو مال وغیرہ بندھا ہوا ہو تو وہ لقلیط کے لیے ہی ہوگا اور ملتقط اس کے مال کو قاضی کے حکم سے صرف کرسکتا ہے اور ایک قول کے مطابق امام کی اجازت کے بغیر بھی تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ۔ لقلیط کی ہبہ شدہ چیز پر ملتقط قبضہ کرسکتا ہے اور نفع بخش کام میں اس مال کو خرچ کر سکتا ہے علاوہ اس بچے کا نکاح کروانے یا اس مال میں تصرف کرنے یا اس کے مال کو اجارے پر دے دینے پر یہ چنانچہ یہ جائز نہیں۔

---

(12)کتاب اللقطہ

مسئلہ۔"لقطہ پڑی ہوئی چیز کو کہتے ہیں اور یہ امانت ہوتا ہے"

مسئلہ۔ اگر کسی شخص نے لقطہ اٹھایا اور اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ اس چیز کو اپنے لئے اٹھا رہا ہے تو بالاجماع لقطہ کا ضامن ہوگا اور اگر اس نے وہ چیز اپنے لئے نہیں اٹھائی بلکہ اس نے گواہ بنائے کہ میں اسے اس کے مالک کو لوٹانے کے لیے اٹھا رہا ہو تو اس صورت میں وہ اس چیز کا ضامن نہیں ہوگا اور اگر اس نے گواہ نہیں بنائے تو امام اعظم کے نزدیک وہ ضامن ہوگا اور امام محمد اور امام یوسف کے نزدیک وہ ضامن نہیں ہوگا۔

مسئلہ۔لقطے کا اعلان اس جگہ کیا جائے جہاں وہ چیز پائی جائے یا جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں نیز صحیح مذہب کے مطابق اتنی مدت تک اعلان کیا جائے جس کے بعد اس کی تلاش و جستجوکرنے والے کی کوئی امید نہ رہے ۔

مسئلہ۔لقطے کا اعلان کرنا واجب ہے اعلان اسطرح کیا جائے کہ مجھے یہ چیز ملی ہے اور میں اس کے مالک کو نہیں جانتا تو جو اس کا مالک ہے آئے اور اس چیز کی نشاندہی بیان کرے پھر یہ چیز مجھ سے لے۔

مسئلہ۔اس اعلان کی مدت میں اختلاف ہے صحیح قول یہ ہے کہ اس کی کوئی خاص مدت مقرر نہیں ہوئی وہ اٹھانے والے کے صوابدید پر معمول ہے کہ وہ اتنے دنوں تک اعلان کرتا رہے کہ اس کا یہ غالب گمان ہوجائے کہ اتنے عرصے بعد اب اس کی تلاش کرنے والا اس کو پانے کی امید چھوڑ دے گا اور امام محمد اور مالک اور شوافع نے بلا فرق ایک سال کی مدت مقرر ہے۔

مسئلہ۔لقطہ حِل سے اٹھایا گیا ہوں یا حرم سے برابر ہے یعنی ملتقط کی صوابدید پر ہے کہ وہ اس کے مالک کو تلاش کرے جب تک اس کو یہ غالب گمان ہوجائے کہ اب اس کا مالک نہیں ملے گا چنانچہ اس عبارت کو مصنف نے اس لیے بیان کیا ہے کیونکہ شوافع کے نزدیک حرم کے لقطے کا اعلان کرنا ملتقط پر جب تک واجب ہے جب تک اس کا مالک نہ مل جائے۔

مسئلہ۔جو چیزیں دیر تک رہنے والی نہیں ہیں یعنی ان کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اس کے خراب ہونے سے پہلے تک ملتقط اعلان کرے اور جب اس کا مالک نہ ملےاور اس چیز کے خراب ہونے کا بھی خوف ہو تو وہ اسے صدقہ کردے اب اگر اس کا مالک مل جائے تو مالک کے لئے اختیار ہے کہ وہ اس خیرات کو درست رکھے اور ثواب حاصل کرے یا وہ ملتقط سے اس کا ضمان وصول کرے اسی طرح ہمارے نزدیک یہی حکم چوپائے کو اٹھانے والے کا بھی ہے لیکن شوافع اور مالکیہ کے نزدیک اگر وہ چوپایا (اونٹ یا گائے) صحرا میں پائے گئے تو اسے چھوڑ دینا افضل ہے۔

مسئلہ۔ملتقط نے امام کی اجازت کے بغیر لقطے پر خرچ کیا تو اب ملتقط مالک سے اس کا ضمان وصول نہیں کرے گا۔ اور اگر امام کی اجازت سے ملتقط لقطے پر خرچ کرے تو اب وہ مالک سے ضمان لے گا۔

مسئلہ۔اگر اٹھائی گئی چیز پر منفعت حاصل کی جاسکتی ہو تو قاضی اس کو اجرت پر دے دے اور اس سے جو مال حاصل ہوتو اسے اسی اٹھائی گئی چیز پر خرچ کرے۔

مسئلہ۔ اگر اس اٹھائی گئی چیز سے کوئی منفعت حاصل نہ ہو تو امام کی اجازت سے اس پر خرچ کیا جائے اس شرط پر کہ مالک سے اس کا ضمان لیا جائے گا تو درست ہے اور اگر امام بہتر سمجھے تو اس لقطے کو بیچ دے اور اس کے پیسے امانتاً ملتقط کے پاس رکھوا دے کہ جب اس کا مالک ملے تو اسے یہ امانت دیدے۔

مسئلہ۔اگر قاضی نے اس شرط پر ملتقط کو لقطے پر خرچ کرنے کی اجازت دی کہ ملتقط مالک سے اس کا ضمان لے گا تو جب تک مالک اس کا ضمان نہ دے تو ملتقط کے لئے جائز ہے کہ وہ لقطے کو روکے رکھے جب تک مالک اس کا نفقہ نہ دے گا۔اب اگر ملتقط کے روکے رکھنے کے سبب لقطہ ہلاک ہوگیا تو مالک کے ذمہ جو نفقہ تھا تو ساقط ہو جائے گا اور روکے رکھنے سے پہلے لقطہ ہلاک ہوگیا تو مالک کے ذمہ نفقہ ہلاک نہ ہوگا۔

مسئلہ۔لقطہ کا دعویٰ کرنے والے شخص نے ٹھیک ٹھیک علامتیں بتا دی تو ملتقط کو وہ چیز مالک کو واپس دے دینا درست ہے اور اگر اس نے کوئی علامت نہ بتائیں تو ہمارے نزدیک ملتقط کو اسے واپس کرنا واجب نہیں برخلاف شوافع کے۔

(13)كتاب الآبق

مسئلہ۔ بھاگے ہوئے غلام کو پکڑنا مستحب ہے اس شخص کے لئے جو اس غلام کو پکڑنے پر قادر بھی ہو اسی طرح گم کردہ غلام کو راہ دکھا کر چھوڑ دینا بھی مستحب ہے

مسئلہ۔ آبق: "اس غلام کو کہتے ہیں جو اپنے مالک کے پاس سے جان بوجھ کر بھاگ جائے"۔

ضال: "اس غلام کو کہتے ہیں جو بغیر قصد کے راستہ بھول کر اپنے مالک سے جدا ہوجائے" ایسے غلام کو راستہ بتا کر چھوڑ دینا افضل ہے کیونکہ ایک نا ایک دن اس کا مالک اس کو ڈھونڈتا ہوا آجائے گا البتہ اگر غلام کو پانے والا اس کے مالک کا مکان جانتا ہوں تو وہاں تک اس غلام کو پہنچا دینا بھی افضل ہے۔

مسئلہ۔ جو شخص غلام کو یا مدبر کو ام ولد کو پکڑ لائے اور سفر کی مدت تین دن اور تین رات کا فاصلہ ہو اور اس نےاس گواہ بھی بنائے ہوں کہ وہ بھاگے ہوئے غلام کو اس کے مالک تک پہنچائے گا۔ تو اس شخص کو چالیس درہم دیے جائیں گے اگرچہ غلام کی قیمت اس کے برابر نہ ہو۔

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص غلام کو مدت سفر سے کم فاصلے پر پکڑ لے تو ہمارے نزدیک اسے اسی حساب سے پیسے دیے جائیں گے جبکہ شوافع کے نزدیک بلا شرط اس شخص پر کوئی بھی چیز واجب نہ ہوگی یعنی کے غلام کے آقا نے یہ شرط لگائی ہوں کہ جو میرے غلام کو پکڑ کر لائے تو اس کے لیے فلاں چیز چنانچہ اب پکڑ کر لانے والے کو وہ چیز دی جائے گی ورنہ اسے کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ۔اگر پکڑنے والے کے ہاتھ سے غلام بھاگ جائے اس حال میں کہ اس نے غلام کو واپس کرنے پر گواہ بھی بنائے ہوں تو غلام کو پکڑنے والا شخص ضامن نہ ہوگا چنانچہ اگر اس نے گواہ نہیں بنائے ہوں تو اب اس صورت میں اسے مالک کی جانب سے کچھ بھی نہیں ملے گا اور وہ شخص بھاگے ہوئے غلام کا تاوان بھی دے گا۔

مسئلہ۔اگر عبد مرہون بھاگ جائے اور مدت سفر سے اسے پکڑ کر لایا جائے تو اس کی اجرت مرتہن کو دینا ہوگی اور یہ جب ہے کہ جب اس غلام کی قیمت رہن کی رقم کے برابر ہو یا کم ہو اور اگر رہن کی رقم اسکی قیمت سے زیادہ ہو تو بقدر دین مرتہن کو دینا ہوگا اور باقی رقم راہن دیگا۔

مسئلہ۔بھاگے ہوئے غلام پر کچھ خرچ کرنے کا حکم ایسا ہے جیسے لقطہ پر خرچ کرنے کا حکم۔

---

(14)کتاب المفقود

مسئلہ۔ایسا شخص جس کا کچھ اتہ پتہ نہ ہو یعنی کافی عرصہ سے غائب ہو تو وہ اپنی ذات کے حق میں زندہ شمار ہوگا چنانچہ اس کی بیوی کسی دوسرے شخص سے نکاح نہیں کرے گی اور نہ اس کا مال وارثوں میں بانٹا جائے گا اور نہ اس کا اجارہ فسخ ہو گا۔

مسئلہ۔ایسے شخص کی جگہ قاضی ایک بندہ مقرر کردے گا کہ جو اس کا حق لوگوں کے ذمہ پر ہو وصول کرے نیز اس کے مال کی حفاظت بھی کرے اور جس مال کے خراب ہونے کا خوف ہو

تو یہ اس مال کو بیچ بھی دے اور اسی طرح اس شخص کی اولاد ماں باپ بیوی کو خرچہ بھی دے۔

مسئلہ۔ایسا شخص جو لاپتہ ہوں وہ اپنے حق میں تو زندہ تھا لیکن اپنے غیر کے حق میں مردہ شمار ہوگا اسی لئے دوسرے کے مال سے اس کا حصہ موقوف رکھا جائے گا 90 سال گزرنے تک۔ مدت کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ 90 سال مقرر کرنے میں ہی آسانی ہے اور ظاہر الروایۃ کے مطابق جب اس کے ہم عمر ساتھی مر جائیں تو اس کی موت کا حکم لگایا جائے کیونکہ ہمارے زمانے میں 90 برس کی عمر تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔

مسئلہ۔اب اگر مدت پوری ہونے سے پہلے ہی اس شخص کا زندہ ہونا ثابت ہوگیا تو موقوف حصہ اس کو ملے گا اسی طرح جب مدت گزر گئی اور وہ نہ ملا تو اس کے مال کے بارے میں اس کی موت کا حکم دے دیا جائے گا چنانچہ اب اس کی بیوی عدت کرے گی اور اس کا مال ان وارثین کے درمیان تقسیم کیا جائے گا جو اب موجود ہو اور غیر کے مال میں اس کے گم ہونے کے وقت سے جو حصہ موقوف تھا اب وہ مال اس شخص کی موت کے وقت جو وارث بنے ان میں تقسیم کیا جائے گا۔

(15) کتاب الشرکت

مسئلہ۔شرکت کی دو قسمیں ہیں

(1)شرکت ملک (2)شرکت عقد

(1)شرکت ملک: دو شخص ایک چیز کے مالک بن جائیں اور ہر ایک دوسرے کے مال میں اجنبی ہوگا۔

(2)شرکت عقد: اس کی چار قسمیں ہیں

(1) شرکت مفاوضہ (2) شرکت عنان (3) شرکت صنائع و تقبل (4) شرکت وجوہ

مسئلہ۔شرکت عقد کا رکن ایجاب و قبول ہے اور اس شرکت کی شرط یہ ہے کہ کوئی امر ایسا نہ ہو جو اس عقد کو ختم کردے مثلا دو شریکوں میں سے کوئی ایک کچھ مقرر دراھم اپنے لیے خاص کر لے یعنی کہے کہ میں نے تیرے ساتھ اس شرط پر شرکت کی ہے نفع میں سے ایک سو درہم تو میرے ہونگے اور باقی بچا مال ہمارے درمیان مشترک ہوگا یہ صورت اس لئے درست نہیں کہ ایک سو سے زیادہ نفع ہی نہ ہوا تو دوسرا شریک بالکل محروم رہے گا چنانچہ ایسی شرط لگانے سے شرکت ختم ہو جائے گی۔

(1)شرکت کی پہلی قسم مفاوضہ: اور وہ ایسی شرکت جس میں دو شخص کاروبار میں شرکت کریں مال، تصرف اور دین میں برابر ہوں۔

مسئلہ۔ یہ شرکت درست نہ ہوگی مگر ایسے دو شخص کے درمیان جو آزاد ہو بالغ ہو اور ان کا دِین ایک ہو چنانچہ شراکت جائز ہوگی دو مسلمانوں کے درمیان اسی طرح دو کافروں کے درمیان

برابر ہے کہ ان میں سے کوئی ایک یہودی ہو یا نصرانی ہو اور دوسرا مجوسی ہو کیونکہ طرفین کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہیں ہیں البتہ امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مفاوضت دوسرے دین والے سے جائز نہیں اور امام یوسف کے نزدیک مسلمان اور کافر کے درمیان مفاوت جائز ہے۔

مسئلہ۔شرکت میں ہر شخص معاملے میں دوسرے شخص کا وکیل ہو جاتا ہے اسی طرح ہر ایک دوسرے کی طرف سے ضامن ہوگا چنانچہ اگر ایک شریک نے کوئی چیز خریدی تو بائع کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ دوسرے شریک سے اس کے ثمن کا مطالبہ کرے۔

مسئلہ۔شرکت مفاوضہ میں جو چیز خریدی جائے وہ دونوں شریکوں میں مشترک ہوگی علاوہ ان کے گھر والوں کے کھانے پینے کی چیزوں کے اور ان کے لباس کے۔

مسئلہ۔جو قرضہ ان میں سے ایک پر لازم ہوگا وہ بسبب ایسے معاملہ کے ہو جس میں شرکت صحیح ہو مثلا خریدوفروخت یا کرایہ لینے کے باعث۔

شرکت صحیح ہونے کی قید سے ایسے قرضہ سے احتراز ہو گیا جو ایسے سبب سے لازم ہو وہ جس میں شراکت صحیح نہ ہو جیسے نکاح، خلع یا قتل عمد میں صلح کرنا اسی طرح نفقہ واجبہ نیز اسی طرح شرکت صحیح نہ ہوگی جب کفالت کا سبب لازم ہو مکفول عنہ (پارٹنر کے علاوہ دوسرا شخص مکفول عنہ کہلاتا ہے) کے حکم سے تو دوسرا شخص دین کا ضامن ہوگا اور جب مکفول عنہ کے حکم کے بغیر ہو تو دوسرا شخص دین کا لازم ہوگا۔

مسئلہ۔اگر شریکین میں سے ایک کسی کے مال کا وارث بنا یا اس کو کسی نے کچھ ھبہ کیا اور اس نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تو اب یہ بھی شرکت مفاوضہ نہیں بلکہ شرکت عنان ہوجائے گی

کیونکہ شرکت مفاوضہ میں ملکیت میں مساوی شرط ہے جو کہ یہاں نہیں پائی جارہی چنانچہ سامان اور زمین اگر ورثہ میں ملی تو مفاوضت باقی رہے گی کیونکہ اس مال سے اس کی ملکیت میں اضافہ نہیں ہوگا۔

(2)شرکت عقد کی دوسری قسم شرکت عنان ہے: اور وہ یہ ہے کہ دو آدمی ہر قسم کی تجارت میں یہ کسی خاص قسم کی تجارت میں شرکت کریں اور شرکت ایک دوسرے کی کفالت میں مشتمل نہیں ہوتی۔

مسئلہ۔شرکت عنان درست ہوگی اگر بعض میں شرکت ہو اور بعد میں شرکت نہ ہو یا ایک کا مال دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہو یا دونوں کا مال برابر ہو لیکن نفع برابر نہ ہو برخلاف شوافع کے۔

مسئلہ۔اسی طرح شرکت عنان میں یہ بھی درست ہے کہ شریکین میں سے ایک دراھم ملائے اور دوسرا دینار اسی طرح ان میں سے ہر ایک اپنے مال کو دوسرے کے مال کے ساتھ نہ ملائے درست ہے برخلاف امام زفر اور امام شافعی کے۔

مسئلہ۔اس شرکت میں اگر شریکین میں سے کوئی ایک کسی چیز کو خرید لے تو اس کی قیمت کا مطالبہ صرف اس مشتری سے کیا جائے گا دوسرے مشتری سے مطالبہ نہیں کیا جائے گا البتہ اگر شریک اپنے مال میں سے اس چیز کی قیمت اس مشتری کو ادا کر دے تو بقدر حصہ اپنے پارٹنر سے وصول کرلے۔

مسئلہ۔شرکت عنان و مفاوضہ درست ہوگی صرف درھموں دینار ، کھوٹے سکے یا سونے یا چاندی کے ٹکڑے جن کا استعمال لوگوں میں عام ہومسئلہ۔

مسئلہ۔"تبر" سے مراد ایسا سونا جس کو ڈھال کر سکہ نہ بنایا گیا ہو اور "نقر" وہ چاند جس کو ڈال کر سکہ نہ بنایا گیا ہوں۔

مسئلہ۔سامان وغیرہ میں بھی شرکت عنان درست ہے وہ اس طرح کی اگر شریکین میں سے ہر ایک کے سامان کی قیمتیں برابر ہوں تو ہر ایک اپنے نصف سامان کو دوسرے کے نصف سامان کے بدلے بیچ دے اور پھر باہم شرکت عنان کا عقد کرلیں لیکن اگر دونوں کے سامان میں کمی زیادتی ہو مثلا احمد کی گاڑی کی قیمت ایک لاکھ اور معیز کی گاڑی کی قیمت دو لاکھ اب یہ دونوں اس میں پارٹنر شپ کرنا چاہتے ہیں تو اب احمد اپنے ایک لاکھ کے تہائی حصےجو کہ 33 ہزار بنے گا اس کے دو حصے ملائے گا اور معیش جس نے دو لاکھ ملائے وہ بھی تہائی حصہ 66 ہزار ملائے گا اب جو منافع آئے گا چنانچہ معیز کا مال زیادہ تھا تو اس کو زیادہ منافع ملے گا مثلا منافع اگر 12 ہزار کا ہوگا تو 4 ہزار احمد کے اور 8 ہزار معیز کے ہونگے۔

مسئلہ۔کسی چیز کو خریدنے سے قبل شراکت کا کل سرمایہ یا شریکین میں سے کسی ایک کے مال کا ہلاک ہوجانا شرکت کے معاملے کو باطل کردیتا ہے چنانچہ اس مال کا ذمہ صاحب مال پر ہوگا یہ صورت جب ہے کہ جب دونوں شریکوں نے اپنے مال کو آپس میں ملایا نہ ہو اب برابر ہے کے مال دونوں میں سے کسی سے بھی ہلاک ہو لیکن ذمہ صاحب مال پر ہوگا لیکن اگر انہوں نے اس سے قبل اس مال کو ملا دیا تو اب اس نقصان کا ذمہ دونوں پر ہوگا۔

مسئلہ۔اگر دونوں شریکوں میں سے کوئی ایک اپنے مال کے بدلے کچھ سامان خریدے اور خریدنے کے بعد دوسرے کا مال تلف ہوجائے تو جو سامان خریدا ہوا ہے وہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگا اور شریکین میں سے جس نے کوئی سودہ کیا ہو تو وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق سامان کی قیمت اس سے وصول کرلے چنانچے اس مقام پر ھدایہ کی عبارت اس طرح ہے

کہ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک اپنے مال سے کچھ خریدے اور دوسرے کا مال خریداری سے قبل ہی تلف ہو جائے تو خرید کر وہ شی دونوں کے درمیان مشترک ہوگی تو اس عبارت سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے دوسرے کا مال کسی ایک کی خریداری سے تلف ہوگیا لیکن ایسا سمجھنا غلط ہے کیونکہ مسئلہ اس پر مبنی ہے کہ ہلاک ہوجانا خودان کے اس قول میں اس طرف اشارہ ہے اگر شریک اول کے خریدنے کے بعد شریک کے آخر کا مال ہلاک ہوا تو بھی حکم میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

مسئلہ۔اگر شریکین میں سے کے ایک کا مال دوسرے کے خریدنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو جس شریک کا مال ہلاک ہوا ہے اس نے اگر شرکت کے وقت شریک اول کو وکیل صریح بنایا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ جب بھی تو جو چیز اپنے مال سے خریدے گا تو اس کا آدھا میرے واسطے بھی خریدنا تو اس صورت میں خریدا ہوا مال دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر شریک آخر نے شریک اول کو وکیل نہ بنایا تو کل خریدا مال خریدنے والے یعنی شریک اول کی ملک ہوگا۔

مسئلہ۔شرکت عنان ومفاوضہ میں دونوں شریکوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ مال مشترک کو کسی اور شخص کو بطور بضاعت حوالے کردے یا کسی کے پاس امانت رکھے یا کسی سے مضاربت کرے یا کسی اجنبی شخص کو بیع و شراء وغیرہ تصرف کرنے کے لیے وکیل بنا دے۔

مسئلہ۔عقد شرکت میں دونوں شریکوں میں سے ہر ایک کے قبضہ میں مال بطور امانت ہوگا لیکن اگر مال ذیادتی کے بغیر ہلاک ہوجائے تو اس پر ضمان لازم نہ ہوگا۔

(3)شرکت کی تیسری قسم شرکت صنائع و قبول : ہےوہ یہ ہے کہ دو کاریگر مثلا دو درزی یا ایک درزی اور ایک رنگیز مشترک یعنی مل کر کام کریں اس شرط پر کہ اجرت میں دونوں صحیح

ہوں گے تو یہ درست ہے اگرچہ شرط یہ ہو کہ دونوں آدھا آدھا کام کریں گے یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرکت جائز نہیں جبکہ امام مالک اور امام زفر کے نزدیک یہ صورت اس وقت جائز ہے کہ جب کام کرنے والے ایک پیشے کا کام کریں اور مختلف پیشے کے افراد کا ایک ساتھ کام کرنا ان کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

مسئلہ۔اس شرکت میں اگر ایک شریک کو کام ملا تو دونوں شریک پر کام لازم ہوگا چنانچہ کام دینے والا دونوں میں سے جس سے چاہے اپنے کام کا مطالبہ کر سکتا ہے اسی طرح کام کرنے والوں میں سے کوئی ایک کام دینے والے سے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے یعنی اپنے شریک عمل کی اجرت کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے۔

مسئلہ۔جب کام دینے والا ایک کو اجرت دے دے تو وہ بری ہوجائے گا اور جو کمائی ہوگی وہ ان میں مشترک ہوگی اگرچہ ایک ہی نے کام کیا ہو۔

(4)شرکت عقد کی چوتھی قسم شرکت وجوہ ہے: "دو شخص بغیر کسی مال کے اس طرح شریک ہوں کہ لوگوں میں جان پہچان اور عزت و شرک کی وجہ سے مال بطور قرض خریدیں اور بیچیں اور نقد مال کچھ نہ لگائیں اب اس مال سے جو قیمت حاصل ہو اس میں سے اصل رقم مالک کو دیدیں اور رقم آپس میں تقسیم کر لیں" جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ صورت جائز نہیں۔

(16) کتاب الشرکت الفاسدہ

مسئلہ۔ لکڑیاں جمع کرنے گھاس کاٹنے یا شکار کرنے میں شراکت جائز نہیں جس نے ذکر کردہ چیزوں میں سے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ تمام کا تمام اسی کے لئے ہوگا اور جس چیز کو دونوں نے ایک ساتھ حاصل کیا تو وہ چیز ان دونوں کو آدھی آدھی ملے گی۔

مسئلہ۔اوپر ذکر کردہ چیزوں میں سے کسی چیز کو ایک نے حاصل کیا اور دوسرے نے صرف مدد کی تو وہ چیز حاصل کرنے والے کی ہی ہوگی مثلاً ایک شخص نے لکڑی کاٹی اور دوسرے نے صرف ان لکڑیوں کو جمع کیا تو لکڑیاں کاٹنے والے کی ہوگی اور لکڑیاں جمع کرنے والے کو اتنی مزدوری دی جائے گی جو اجر مثلی تک پہنچ جائے امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک والے رہنما کے نزدیک جبکہ امام یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اس کو مزدوری نہ دی جائے گی۔

مسئلہ۔ پانی کھینچنے میں بھی شراکت درست نہ ہوگی مثلا ایک کا خچر ہو اور دوسرے کے پاس مشک ہو اب خچر سے پانی کھینچا گیا اور اس پانی کو بیچ ک جو آمدنی ہوگی وہ سب پانی کھینچنے والے کو ملے گی اور مشک والے کو اجر مثلی دیا جائے گا۔

مسئلہ۔ کسی سبب سے شرکت باطل ہو جائے تو دونوں میں نفع کا حصہ مال کی مقدار کے موافق ہوگا مثلا شرکت میں ایک شریک نے اپنے لئے نفع کی ایک مقدار معین کرلی تو اب شرکت فاسد ہوگئی اب جو نفع ہوگا وہ بقدر ملک ہر ایک کو ملے گا چنانچہ اگر مال مشترک دونوں کا آدھا آدھا ہو اور نفع کے بارے میں یہ شرط ہوئی کہ نفع ایک کو دو تہائی اور دوسرے کو تین تہائی ملے گا تو اب یہ شرط فارسد ہے چنانچہ شریکین کو آدھا آدھا نفع ملے گا۔

مسئلہ۔ شریکین میں سے کسی ایک کی موت کے سبب یا مرتد کا دارالحرب چلے جانے کے سبب جبکہ قاضی اس کے وہاں جانے کا حکم دے دے تو ان صورتوں میں شرکت باطل ہوجائے گی۔

مسئلہ۔ شریکین کے لیے جائز نہیں کہ وہ دوسرے کے مال کے حصے کی زکوۃ اس کی اجازت کے بغیر ادا کردے اگر ایک شریک نے دوسرے کو اپنے مال کی زکوۃ دینےکی اجازت دیدی اور دونوں نے یکے بعد دیگرے کل مال کی زکوۃ ادا کردی تو پچھلے شخص پر اول شخص کے حصے کی زکاۃ کا ذمہ لازم ہوگا اگرچہ اول کے ادا کرنے سے وہ ناواقف ہوں یہ موقف امام اعظم کا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اگر وہ اول کے ادا کرنے سے واقف نہ ہو تو اس پر تاوان لازم نہیں ہوگا۔

مسئلہ۔ اگر دونوں شریکوں نے ایک ساتھ زکوۃ ادا کر دی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا مثلا ہر ایک نے اپنے صاحب کے بغیر علم میں آئے ایک دوسرے کی زکوۃ ادا کر دی اور اتفاقاً دونوں نے ایک ہی وقت میں اس کی ادائیگی کردی معلوم نہ ہوسکا کہ پہلے کس نے ادا کی اور بعد میں کس نے کی اب اس صورت میں ہر ایک دوسرے کے حصے کی زکوۃ کا ضامن ہوگا۔

مسئلہ۔ شرکت مفاوضہ میں اگر دو شریکوں میں سے کسی ایک دوسرے سے وطی کرنے کی غرض سے ایک رونڈی خریدی تو یہ لونڈی اسی خریدنے والے کی ہوگی اور اس پر کچھ لازم نہ ہوگا امام اعظم کے نزدیک اور آپ کی دلیل یہ ہے کہ جب اس نے باندھی خریدی تو وہ مال مشترک بن گئی پھر شریک کی جانب سے بقرض وطی خریدنے کی اجازت اس کی طرف سے ہبہ ہوگئی کیونکہ بغیر ہبہ وطی کے حلال ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اگر اس اجازت کو بیع پر محمول کریں تو پھر حصہ دونوں کے درمیان مشترک ہوگا اور وطی حلال نہ ہوگی اور جب مشتری

کا تقاضہ مسلم ہوگا تو پھر مشتری پر اس کے نصف کے عوض کچھ بھی لازم نہ ہوگا جبکہ امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک اجازت دینے والا شریک خریدنے والے سے نصف قیمت وصول کرے گا کیونکہ خریدنے والے نے اس کا آدھا دام مشترکہ سرمائے سے ادا کیا ہے۔چنانچہ بائع کو اختیار ہے کہ وہ شریکین میں سے جس سے چاہے باندھی کی قیمت کا مطالبہ کرے کیونکہ وہ اس شرکت میں ایک دوسرے کے کفیل بھی ہیں۔